مغربی افریقہ میں کام کرنے والے ہمارے اکثر مبشرین کو مقامِ نعیم حاصل ہے

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۹ جون ۱۹۷۰ء بمقام مسجد مبارک ربوہ)

تشہّد وتعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے قرآن مجید کی یہ آیات پڑھیں:-

اِنَّ الۡاَبۡرَارَ لَفِیۡ نَعِیۡمٍ ﴿۲۳﴾ عَلَی الۡاَرَآئِکِ یَنۡظُرُوۡنَ ﴿۲۴﴾ تَعۡرِفُ فِیۡ وُجُوۡهِهِمۡ نَضۡرَۃَ النَّعِیۡمِ ﴿۲۵﴾ یُسۡقَوۡنَ مِنۡ رَّحِیۡقٍ مَّخۡتُوۡمٍ ﴿۲۶﴾ خِتٰمُهٗ مِسۡکٌ ؕ وَ فِیۡ ذٰلِکَ فَلۡیَتَنَافَسِ الۡمُتَنَافِسُوۡنَ ﴿۲۷﴾ وَ مِزَاجُهٗ مِنۡ تَسۡنِیۡمٍ ﴿۲۸﴾ عَیۡنًا یَّشۡرَبُ بِهَا الۡمُقَرَّبُوۡنَ ﴿۲۹﴾ (المطفّفین: ۲۳ تا ۲۹)

اور پھر فرمایا:-

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وہ لوگ جو نیکیوں میں آگے بڑھ جاتے اور سبقت لے جاتے ہیں انہیں مقامِ نعیم میں رکھا جاتا ہے ان کا مقام وہ مقام ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہر وقت نعمتوں کا نزول ان پر ہوتا رہتا ہے اور اس مقامِ نعیم کی وجہ سے اور اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے وہ وافر حصہ پاتے ہیں ان کے چہروں پر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی شادابی دنیا دیکھتی ہے محبت الٰہی میں ہر وقت وہ مست رہتے ہیں اور یہ محبتِ الٰہی ان کے رگ وریشہ میں کچھ اس طرح سرایت کر جاتی ہے کہ ان کے وجود مُشک کی طرح مہک اٹھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی محبت کی خوشبو لوگ بھی ان کے وجود سے سونگھتے ہیں فرمایا کہ یہ وہ مقام ہے کہ ایک خواہش

کرنے والے، ایک آرزو کرنے والے کو چاہیئے کہ اس مقام کی خواہش کرے اس سے نیچے کی خواہش تو کوئی خواہش نہیں۔ انسان کو اس مقام کے لئے پیدا کیا گیا ہے اور یہی آرزو ہونی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے مقامِ نعیم عطا کرے اور یہ وہ مقام ہے کہ حقیقی عزت اور حقیقی شان انسان کی اسی مقام میں ہے۔ ایک دنیا دار انسان کو ساری دنیا کی بادشاہتیں بھی حقیقی عزت عطا نہیں کرسکتیں اگر ساری دنیا کی بادشاہتیں اکٹھی ہوکر یہ فیصلہ کریں کہ فلاں شخص دنیا میں معزز ترین انسان ہے اور اسی کے مطابق (ظاہری طور پر) اس سے سلوک کریں لیکن اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں اس کے لئے پیار نہ ہو بلکہ غضب کی جھلکیاں نظر آ رہی ہوں تو نہ کوئی عزت ہے اس شخص کی نہ کوئی شان ہے اس شخص کی۔ یہ مقامِ نعیم کی شان اور عزت اور احترام ہے کہ اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ اس کے لئے میں نے تمہیں پیدا کیا اور اس کے حصول کی تمہیں کوشش کرنی چاہیئے۔

افریقہ کے دورہ میں واقفین مبشرین کے حالات میں نے دیکھے ان سے ملا جو عزت اللہ تعالیٰ نے ان کی اس مقامِ نعیم کی وجہ سے قائم کی ہے وہ میرے مشاہدہ میں آئی لیکن کچھ وہ بھی تھے کہ جو مقامِ نعیم کو حاصل نہیں کرسکے تھے ان کو بھی میں نے دیکھا اور ان کی زندگیوں کا مطالعہ کیا اور ان کے کاموں پر تنقیدی نگاہ ڈالی اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان چھ ۶ ممالک کے تمام مبشر انچارج جو ہیں وہ ظاہری طور پر جو مجھے نظر آیا (دلوں کا حال تو اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور مستقبل اور غیب کی خبر صرف اسی کو ہے لیکن جو میں نے محسوس کیا) اور جو میں نے مشاہدہ کیا وہ یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کا ان پر بڑا فضل ہے میں سمجھتا ہوں کہ وہ بھی اس مقامِ نعیم میں رہنے والے ہیں بے نفس، اللہ کی محبت میں مست، اس کی مخلوق کی خدمت کرنے والے اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس دنیا میں بھی عزت کو پانے والے ہیں۔ نائیجیریا میں فضل الٰہی صاحب انوری ہیں۔ غانا میں کلیم صاحب ہیں آئیوری کوسٹ میں قریشی (محمد افضل) صاحب ہیں جن کو پنجابی میں ''بیبا مبشر'' بھی کہا جاسکتا ہے بہت سادہ اور پیاری ان کی طبیعت ہے بڑی پیار کرنے والی اور آرام سے سمجھانے والی اور اپنے آرام کو اور اپنی بہت سی ضرورتوں کو دوسروں کے لئے قربان کردینے والی طبیعت ان کی۔ لائبیریا میں نئے مبلغ گئے ہیں امین اللہ سالک۔ ابھی

ان کے متعلق پوری طرح تو کوئی فیصلہ نہیں کیا جاسکتا لیکن اس وقت تک جو کام انہوں نے کیا اس سے یہی پتہ لگا وہاں کے پریذیڈنٹ ٹب مینؔ بھی ان کو بڑی عزت اور احترام کی نگاہ سے دیکھتے ہیں سیرالیون میں ہمارے صدیق صاحب ہیں گیمبیا میں مولوی محمد شریف صاحب ہیں میں نے محسوس کیا کہ ان سب کو اللہ تعالیٰ نے مقامِ نعیم عطا کیا ہے اور جس طرح اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں میں نے ان کے لئے عزت کا مقام دیکھا اسی طرح دنیا کی نگاہ میں بھی اللہ تعالیٰ نے ان کو عزت اور احترام کا مقام عطا کیا ہے۔ ہمارے سفراء ان کی تعریف کرتے تھکتے نہیں دوسرے ملکوں کے سفراء ان سے بڑے پیار سے ملتے ہیں اور پیار کے تعلقات ان کے ساتھ قائم ہیں حکومت ان سے راضی ہے عوام ان پر خوش ہیں غرض ہر لحاظ سے ان کے چہروں پر اللہ تعالیٰ کی نعمت کی شادابی ہمیں نظر آتی ہے اور ہماری جماعت کو ان کے لئے بہت دعائیں کرنی چاہئیں اللہ تعالیٰ ہمیشہ انہیں ابرار ہی میں رکھے اور ہمیشہ اپنی نعمتوں کا وارث انہیں بناتا رہے وہ ابرار کے گروہ میں ہی اس دنیا سے رخصت ہوں اور ابرار کے گروہ میں ہی اس دنیا میں وہ اٹھائے جائیں لیکن بعض نہایت افسوسناک مثالیں بھی نظر آئیں۔ ایک نئے ناتجربہ کار مبلغ گئے ہوئے ہیں (ہم مختلف مقامات پر جاتے تھے تو وہاں کے مقامی لوگ بھی ہمارے ساتھ ہوتے تھے) ایک سفر میں ملک کی ساری جماعت کے پریذیڈنٹ اور ایک نوجوان مبلّغ ایک ہی کار میں بیٹھے ہوئے تھے ہمارے قافلے کے بھی ایک دوست اسی کار میں تھے۔ انہوں نے بتایا کہ اتنی بدتمیزی سے ہمارے مبلّغ نے اس بوڑھے مومن فدائی سے بات کی کہ میں بڑا پریشان ہوا لیکن انہوں نے اس مبلّغ سے کہا۔ دیکھو! میں پرانا احمدی ہوں، احمدیت میرے رگ وریشہ میں رچی ہوئی ہے تمہاری اس بے ہودہ بات کا مجھ پر کوئی اثر نہیں، نہ ہوسکتا ہے لیکن میں تمہیں یہ بتاتا ہوں کہ اگر تم نے نوجوانوں کے سامنے اس قسم کی بات کی تو تم اس بات کے ذمہ دار ہوگے کہ تم انہیں احمدیت سے دور لے گئے ہو ایک اور کے متعلق پتہ لگا کہ ہمارے ایک سکول کے معائنہ کے لئے اس ملک کے محکمہ تعلیم کا انسپکٹر ہمارا افریقن بھائی آیا تو ہمارے مبلّغ صاحب کہنے لگے کہ اس کے ساتھ میرا بیٹھنا میری ہتک اور بے عزتی ہے میں اس کے ساتھ نہیں بیٹھ سکتا نتیجہ یہ ہوا کہ اس نے رپورٹ کی کہ یہ سکول احمدیوں سے چھین لیا جائے اور اس پر قبضہ کر

لیا جائے پھر ہمارے مبلّغ انچارج ان کے پاس گئے اور ان سے پیار کی باتیں کر کے سمجھایا اور معاملہ کو رفع دفع کیا اس مبلّغ کو میں نے کہا کہ جماعت احمدیہ نے تمہیں یہاں فرعون بنا کر نہیں بھجوایا ایک خادم بنا کر بھجوایا ہے اگر تم خدمت نہیں کر سکتے تو واپس چلے جاؤ لیکن یہ استثناء ہیں گو تکلیف دہ استثناء ہیں اور فکر پیدا کرنے والے استثناء ہیں چنانچہ میں نے دعا کی اور میں نے بہت استغفار کیا کیونکہ آخری ذمہ داری بہر حال خلیفہ وقت پر آتی ہے کہ اس قسم کے مبلغوں کو میں نے وہاں بھجوایا جو خود تربیت کے محتاج تھے پھر دعاؤں کے بعد اور بہت استغفار کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ ہمیں اپنا نظام بدلنا چاہئے اس وقت جامعہ احمدیہ سے جو نوجوان شاہد فارغ ہوتے ہیں سارے کے سارے تربیت یافتہ نہیں ہوتے۔ ایک تو جامعہ احمدیہ کو سدھارنے کی طرف توجہ کرنی چاہئے ان میں سے بعض وقف کو چھوڑ کر بھاگ جاتے ہیں اور اس وجہ سے ان کو اخراج از جماعت بھی کرنا پڑتا ہے بعض ایسے بھی ہیں جو باہر کام کرتے رہے اور ان کو جماعت سے فارغ کرنا پڑا کیونکہ ان کی کوئی تربیت نہیں تھی اخراج کے بعد جن کے اندر نیکی اور سعادت ہوتی ہے وہ توبہ کی طرف مائل ہوتے ہیں اور استغفار کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتے ہیں بہتوں کو اللہ تعالیٰ معاف کر دیتا ہے بعض ایسے بھی ہیں جو ٹوٹ جاتے ہیں لیکن یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ کو ایک انسان کیا سارے انسان بھی اس سے پھر جائیں تو کیا پرواہ ہے وہ سب انسانوں کو ہلاک کر کے ان کی جگہ ایک مخلص اور جاں نثار جماعت پیدا کرتا ہے۔ قرآنِ عظیم یہی اعلان کرتا ہے کہ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْقُوَّةُ وَالْعِزَّةُ کوئی چیز اس کے لئے غیر ممکن نہیں اور عملاً بھی دنیا میں یہ نظارے اللہ تعالیٰ کے قہر کے انسانوں نے دیکھے ہیں پس جامعہ احمدیہ میں کتابی تدریس کے علاوہ محبتِ الٰہی کی طرف بہت توجہ دینی چاہئے۔

جن کو میں نے مقامِ نعیم پر اپنے مشاہدہ کے لحاظ سے پایا یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے اپنے نفس کو کلیتاً اپنے رب کے لئے قربان کر دیا تھا اور وہ اپنی عاجزی کا ہر وقت اقرار کرتے رہتے ہیں اور وہ جانتے ہیں کہ ہر عزت اور ہر طاقت اور ہر اثر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملتا ہے جس طرح سپین کے ہمارے ایک بادشاہ نے اپنے محل میں رہائش اختیار کرنے سے پہلے ہزاروں جگہ یہ لکھوایا اور زیادہ تو اس کے دماغ میں یہی فقرہ آیا وہی لکھا ہوا ہے ’’لَا غَالِبَ اِلَّا اللّٰہ‘‘ کہ

اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو غلبہ حاصل نہیں لیکن اس کے علاوہ ’’اَلْمُلْکُ لِلّٰہِ‘‘۔ ’’اَلْقُدْرَۃُ لِلّٰہِ‘‘ ’’اَلْعِزَّۃُ لِلّٰہِ‘‘ کو اس نے کثرت سے لکھوایا یہ بڑی لمبی تفصیل ہے اس وقت میں اس تفصیل میں نہیں جاؤں گا اور جب یہ محل اللہ تعالیٰ کی حمد کے کلمات سے اس طرح حسین بن گیا تب اس نے وہاں رہائش رکھی چنانچہ ہمارے یہ ابرار مبشر (اللہ تعالیٰ انہیں جزادے او راستقامت عطا کرے) یہ وہ لوگ ہیں جنہیں علم ہے کہ غلبہ اور اقتدار اور قدرت اور عزت سب اللہ کی ہے اور حقیقی معنی میں اسی سے ملتی ہے۔ بے نفس ہو کر وہ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتے اور انتہائی پیار کے ساتھ اللہ تعالیٰ ان کی طرف رجوع کرتا ہے پھر وہ غریب جنہیں پیٹ بھر کر شاید کھانا بھی نہ ملتا ہو، خدا کی خاطر غربت کی زندگی گزار رہے ہیں۔ سات ہزار میل اپنے رشتہ داروں سے دور لیکن ایسی زندگی کہ ’’مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْد‘‘ سے بھی جو زیادہ قریب ہے اس کا احساس رکھتے ہیں اور جو دوریاں ہیں وہ سب بھول چکے ہیں رشتہ داروں سے دوری، ملک سے دوری، اپنے معاشرہ کے حالات سے دوری، ہزار قسم کی دوریاں ہیں جن کا انہیں سامنا ہے انہوں نے کسی کی پرواہ نہیں کی جب انہوں نے خدا کے لئے ’’بُعد‘‘ کی قربانی بھی دی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں قرب سے نوازا یہ اس کی شان ہے لیکن اگر ایک شخص بھی ایسا ہو جیسا کہ میں نے مثالیں دی ہیں تو جماعت کی بدنامی کا موجب، ہماری رسوائی کا باعث اور بڑی قابل شرم بات ہے۔

جامعہ احمدیہ میں بے نفس زندگی گزارنے کا سبق دینا ضروری ہے یہی اسلام کی روح ہے اور یہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ انسان اپنے وجود کو بکرے کی طرح اللہ تعالیٰ کے حضور رکھ دے کہ چھری پھیرے جس طرح چاہے جب تک یہ روح نہیں پیدا ہوتی ہمارا مبشر ’’مبشر‘‘ نہیں اگر محض چند دلائل سکھا کر ہم نے وہاں تبلیغ کرنی ہو تو بہت سے عیسائی بھی تیار ہو جائیں گے کہ چند دلائل سکھا دو ہم تمہاری تبلیغ کرتے ہیں جو بھوکا مرتا ہے وہ تنخواہ کے ساتھ یہ کام کرنا شروع کر دے گا لیکن ہمیں ایسے مبلّغ کی ضرورت نہیں ہمیں تو اس مبلّغ کی ضرورت ہے جس کا نفس باقی نہ رہے اور اللہ تعالیٰ سے قدرت کو پانے والا اور عزت کو پانے والا اور اثر ورسوخ کو پانے والا ہو غلبہ ہو اس کا لیکن وہ غلبہ وہ احترام اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ ہو۔ غلبہ تو یہ ہے کہ جو Head of the states (ہیڈ آف دی سٹیٹس) ہیں وہ بھی بڑی

قدر کی نگاہ سے ان لوگوں کو دیکھتے ہیں۔ ان بے نفس، اللہ کے پیارے بندوں کے کاموں کا نتیجہ تھا کہ نائیجیریا کے ہیڈ آف دی سٹیٹ کو جب میں ملنے گیا تو نوجوان جرنیل جس نے امریکہ کے مقابلہ میں سول وار (Civil war) جیتی تھی ابھی ابھی میرے جانے سے کچھ عرصہ پہلے جیتی تھی بظاہر دنیوی لحاظ سے اس کو بڑا مغرور ہونا چاہئے تھا لیکن میں جو اس کیلئے بالکل انجان تھا میں مسلمان تھا اور وہ عیسائی، اس کے باوجود اسکے ذہن پر ہمارے کام کا اتنا اثر تھا کہ وہ مجھے کہنے لگا کہ اس ملک کی ترقی کے جو منصوبے ہیں اور جو کوششیں ہیں ان میں ہم اور آپ برابر کے شریک ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ جماعت احمدیہ کے کاموں کی اس سے بڑھکر اور کوئی تعریف نہیں ہوسکتی ایک غیر ملک کے سربراہ کو ان حالات میں کہ امریکہ کو اس نے شکست دی تھی اور اسے جائز فخر تھا مجھے کہنے لگا کہ ان غیر ملکی حکومتوں اور غیر ملکی عیسائی مشنز نے اپنا پورا زور لگایا کہ ہمارے ملک کو تباہ کر دیں اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے ہمیں بچالیا۔ یہ اس کا فقرہ تھا اس نے عیسائی مشن پر تنقید کی اور ہمارے متعلق یہ کہا کہ ہم اور آپ ملک کی Progress (پروگریس) میں، ملک کی ترقی کی جدوجہد اور کوشش میں Partner (پارٹنر) ہیں برابر کے شریک ہیں۔ یہ تأثر اس قسم کے دماغوں پر محض اس وجہ سے ہے کہ ہمارے مبلّغوں کی بڑی بھاری اکثریت کا اور Missions (مشنز) کے انچارج جو ہیں ان کا نفس باقی نہیں رہا انہوں نے سب کچھ اللہ کے حضور پیش کر دیا اور پھر سب کچھ اس سے وصول بھی کرلیا غیر ملکی حاکم جب دوسرے ملک میں داخل ہوتا ہے تو سب کچھ لے جاتا ہے دیتا کچھ نہیں اِنَّ الْمُلُوْکَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْیَۃً اَفْسَدُوْھَا (النمل : ۳۵) لیکن ہمارا پیارا رب ہمارا ربِّ کریم جب سب کچھ لے لیتا ہے تو جتنا لیتا ہے اس کے مقابلہ میں (دینے والے نے گو سب کچھ دیا مگر اتنی سی چیز تھی اللہ تعالیٰ کی عطا کے مقابلہ میں اور اس اتنی سی چیز کو لے کر) اس نے اپنا سب کچھ اسے دے دیا اور اس نے کہا جو میرا ہے وہ سب کچھ تمہارا ہے اور پھر اپنی قدرت کے مظاہرے ان کی زندگی میں ان کو دکھاتا ہے۔ ایک احمدی کی زبان تو اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے تھکنی نہیں چاہئے ہر وقت زبان پر حمد رہنی چاہئے ہر احمدی کو بحیثیت احمدی اجتماعی طور پر بھی اور جماعتی رنگ میں بھی اسے اللہ تعالیٰ کی حمد کرنی چاہئے کہ جماعت پر اس نے کتنے فضل

کئے ہیں۔ اب اتنے بے نفس لوگوں میں چند نفس پرست بھی ہوں تو بڑی نمایاں ہو جاتی ہے ان کی بدی کہ ایک طرف وہ ہے کہ جس کا نفس باقی نہیں اور ایک طرف وہ ہے کہ جس نے نفس کا کوئی حصہ بھی اللہ کی راہ میں قربان نہیں کیا اور ایک انسان جس کے کان میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ آواز پہنچی تھی کہ ''اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ'' (الکہف:۱۱۱) کہ میں تمہارے جیسا انسان ہوں۔ اس کے کان میں ہمارے مبلغ کی یہ آواز پہنچی کہ تم اتنے ذلیل ہو کہ اگر میں تمہارے ساتھ بیٹھوں تو میری بے عزتی ہو جائے پس حقیقتاً ایسا ذہن جو ہے وہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا باغی ہے کہ آپ کی آواز تو ایک افریقن کے کان میں یہ پہنچتی ہے کہ میں تمہارے جیسا انسان ہوں اور تم میرے جیسے انسان ہو لیکن ایک مبلغ منسوب تو ہوتا ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اور کہتا یہ ہے کہ تمہارے ساتھ میرا بیٹھنا بھی میری بے عزتی ہے یہ خالص شیطانی فقرہ ہے جو فرعون کے منہ سے تو نکل سکتا ہے لیکن ایک شریف انسان کے منہ سے بھی نہیں نکل سکتا کجا یہ کہ احمدی مبلغ کے منہ سے نکلے!

پس جامعہ احمدیہ کو اپنی فکر کرنی چاہئے جامعہ احمدیہ میں (مجھے رپورٹ ملی ہے میں نے تحقیق ابھی نہیں کی کہ) بعض ایسے اساتذہ بھی ہیں جنہوں نے اپنی کلاس میں یہ کہا کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو تفسیر کی ہے وہ غلط ہے اور میں تمہیں صحیح تفسیر بتاتا ہوں ایسا استاد جامعہ احمدیہ کی کیسے تربیت کر سکتا ہے؟ پھر تو وہ اس شخص کے خلاف بھی بغاوت کریں گے، خدا کے خلاف بھی بغاوت کریں گے کیونکہ بغاوت کا سبق ان کو جامعہ احمدیہ میں دیا گیا ہے خدا کو نہ ایسے استاد کی ضرورت ہے اور نہ ایسے شاگرد کی ضرورت ہے پس جامعہ احمدیہ کو اپنی فکر کرنی چاہئے اور جماعت کو جامعہ احمدیہ کی فکر کرنی چاہئے پھر جب فارغ ہو جاتے ہیں تو بعض تو ہماری غلطیاں ہیں اس حقیقت کو ہمیں تسلیم کرنا چاہئے۔ ایک نیا نیا نوجوان فارغ ہوتا ہے ہم اسے باہر بھیج دیتے ہیں اس کی نہ کوئی تربیت کی نہ ہم نے اس کے ذہن کو Polish (پالش) کیا وہ باہر جا کر غلطیاں کرے گا ہم بھی اس کے ذمہ دار ہیں کیونکہ اس وقت تک دستور یہ رہا ہے کہ اگر جامعہ احمدیہ سے آٹھ شاہد کامیاب ہوئے چار تحریک جدید میں چلے گئے اور چار چلے گئے صدر انجمن احمدیہ میں جو صدر انجمن احمدیہ کے حصے میں آئے ان کو یہیں خدمت کا موقع ملتا

ہے اور جو تحریک میں گئے تحریک ان کو یہاں تو نہیں رکھ سکتی وہ انہیں باہر بھیج دیتی ہے۔ ابھی تک ہم نے اس کو پوری طرح Polish (پالش) نہیں کیا اس کی پوری تربیت نہیں کی اس کے پورے حالات نہیں معلوم کہ وہ کیسا کام کرسکتا ہے؟ اس کو ہم ایک ابتلا میں ڈال دیتے ہیں اس حد تک ہماری ذمہ داری ہے جس حد تک کہ اسنے اپنے مقام کو نہیں پہچانا یہ اس کی ذمہ داری ہے۔ انسان کا مقام تو دراصل عاجزی کا مقام ہے سر کا مقام زمین ہے بلندی نہیں جسم کے اوپر لگا ہوا ہے لیکن ہے اس کا مقام پاؤں پر۔ لائبیریا کے پریذیڈنٹ ٹب مین نے ہماری دعوت کی۔ ان کے محل میں جو کھانے کا کمرہ ہے اس کی چھت شیشوں کی ہے جس میں آدمی نظر آتا ہے لیکن چھت پر اگر شیشہ ہو تو دیکھنے سے سر نیچے نظر آئے گا اور پاؤں اوپر نظر آئیں گے وہاں جا کر بیٹھتے ہی میں نے انہیں کہا کہ میں آپ کے اس کمرے میں آکر بہت خوش ہوا ہوں کیونکہ یہاں جو انسان آتا ہے اس کو پتہ لگ جاتا ہے کہ اس کے سر کا اصل مقام کونسا ہے وہ اس سے بہت محظوظ ہوئے اگرچہ اس کی عمر تراسی سال ہے مگر وہ بڑا بیدار مغز انسان ہے اور وہ اپنی قوم کے لئے باپ کی طرح ہے۔ میں نے اس میں یہ بڑی خوبی دیکھی ہے کسی سے بھی آپ بات کریں وہ اسے باپ سمجھے گا اور باپ ہی کہے گا۔ اس نے اپنے ملک کی ۱۹۴۴ء سے اس وقت تک بڑی خدمت کی ہے۔

ان کا دستور ہے کہ کھانے کے بعد کھڑے ہو کر چھوٹی سی تقریر کرتے ہیں میں نے بھی کی۔ وہ کھڑے ہو کر کہنے لگے کہ ہوں تو میں عیسائی لیکن میں خدائے واحد و یگانہ پر ایمان رکھتا ہوں اور سارے مذاہب میرے لئے برابر ہیں۔ میں بحیثیت پریذیڈنٹ مذہب میں تفریق نہیں کرسکتا اور پھر میں نے کہا کہ میں تمہیں یہ بتاتا ہوں کہ ہم بڑے خوش قسمت ہیں کہ اس وقت روحانیت کا ایک بادشاہ ہمارے درمیان موجود ہے۔ یہ تو اللہ تعالیٰ نے ان سے کہلوایا میں تو ایک عاجز اور ناکارہ انسان ہوں لیکن اللہ تعالیٰ جب فضل کرنا چاہتا ہے تو ایک ناکارہ ذرہ کو بھی ایک مقام دے دیتا ہے عزت کا اور وہ (ٹب مین) بہت خوش تھے اور لوگوں کو کہا کہ یہ بابرکت وجود ہے ان کے وجود سے امید ہے ہمارے ملک کو برکت ملے گی۔ یہ کلمات اس کے منہ سے نکلے یہ تو اللہ تعالیٰ کی دین ہے ہمارے دل میں کبھی ایسی خواہش ہی نہیں پیدا

ہوئی۔ ہمیں دنیا نے کیا دینا ہے دنیا کے سب سربراہ مل کر بھی مہدی معہود علیہ السلام کے نائب اور خلیفہ کو وہ عزت نہیں دے سکتے جو اسے پہلے سے ہی خدا تعالیٰ کی نگاہ میں حاصل ہے لیکن اللہ تعالیٰ کا فضل دیکھ کر کہ ایک عیسائی ہے غیر ملکی ہے اس سے زیادہ لمبی چوڑی واقفیت بھی نہیں ہے اور جو کلمات اس کے منہ سے نکلے وہ کسی کتاب میں تو اس نے نہیں پڑھے وہ تو فرشتوں نے اس کے دل میں القا کئے اور اسکی زبان نے ان کو ظاہر کر دیا۔ اس قسم کی عزت تو ہمارے بے نفس مبلّغ جو وہاں ہیں ان کو بھی مل رہی ہے لیکن جس نوجوان کو یہ سبق ملے گا کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تفسیر میں غلطیاں کیں اور آؤ اب ہم ان کو درست کریں اس نے کیا خدمت کرنی ہے جا کر۔ وہ تو قطع ہو گیا ٹوٹ گیا۔ یہ فقرہ سننے کے بعد تو اس کے پرخچے اڑ گئے۔ اب میں ایک نئی تنظیم کا اعلان کرنے لگا ہوں میں نے بہت سوچا بہت دعائیں کیں میں اللہ تعالیٰ کی طرف عاجزانہ جھکا تو میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ ہمیں اپنا پرانا طریق بدل دینا چاہئے اور یہ چیز پہلے مبلّغین پر بھی حاوی ہو جائے گی اور نئے آنے والوں پر بھی کہ نہ کوئی تحریک کا ہوگا نہ کوئی انجمن کا ہوگا تمام واقفین کا ایک خاص گروہ بن جائے گا ایک جماعت ایک Pool (پُول) ہوگا۔ ایک Reservior (ریزروائیر) ہوگا ایک تالاب ہوگا جس میں یہ روحانی مچھلیاں اجتماعی زندگی گزاریں گی اور تربیت حاصل کریں گی اور نشوونما پائیں گی نئے اور پرانے اس پول میں چلے جائیں گے جو پرانے ہیں ایک سال کے اندر ہم ان کی Screen (سکرین) کریں گے یعنی بصیغہ راز ان کے تمام حالات، ان کی ذہنیت وغیرہ وغیرہ معلوم کریں گے یہ ضروری نہیں کہ کسی میں کوئی نقص ہو اس کی وجہ سے اس کو باہر نہ بھیجا جائے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس کے حالات یا اس کی ذہنیت ایسی ہو کہ وہ یہاں بہت اچھا کام کر سکتا ہو باہر نہ کر سکتا ہو۔ یہ سارے کوائف ہم اکٹھے کریں گے اور اسی طرح مثلاً آٹھ جو میں نے پہلے مثال دی تھی کہ جامعہ سے جو نئے فارغ ہوئے ہیں ان نئے فارغ ہونے والوں کو اس پول میں بھیج دیا جائے گا نہ کوئی تحریک کے پاس جائے گا نہ انجمن کے پاس لیکن تعداد دونوں کی مقرر ہو جائے گی مثلاً پہلے ساٹھ مبلّغ ہیں اس سال آٹھ نئے مبلّغ پیدا ہوئے ہیں تو چار ان کے حصہ میں آئیں گے تو یہ ہو جائے گا کہ پہلے تحریک جدید کے ساٹھ تھے اب چونسٹھ ہو گئے اور اگر پہلے

اسی مبلّغ ہیں صدر انجمن احمدیہ کے اب ان کو چار ملے تو چوراسی ۸۴ ہو گئے لیکن وہ کون کون ہوں گے اس کا فیصلہ نہیں کیا جائے گا وہ پُول کے ہوں گے اور وہیں سے وہ باہر جائیں گے اور کوئی شخص باہر نہیں جائے گا جب تک کم از کم تین سال تک اس نے پاکستان میں کام نہ کیا ہوا اور اس کے حالات اور اس کی ذہنیت کا ہمیں علم نہ ہو۔ اور پہلوں کی Screening (سکریننگ) تو اسی سال ہوگی اور نئے آنے والوں کی سکریننگ تین سال کے بعد ہوگی اور پھر ان میں سے Ear mark (ایرمارک) معین کر دیئے جائیں گے یعنی نشان دہی ہو جائے گی کہ یہ یہ مبلّغ ایسے ہیں جو بیرونی ممالک میں کام کرنے کے قابل ہیں پھر جتنے ان کے حصے کے ہیں اتنے ان میں سے باہر بھیج دیئے جائیں گے۔ ایک اور خرابی یہاں پیدا ہوتی تھی کہ جب وہ واپس آتے تھے تو ان کا کوئی کام نہ ہوتا باہر وہ مبلّغ انچارج ہے اللہ تعالیٰ نے اسے ایک مقام دیا ہے اور عزت دی ہے لیکن یہاں اسے کوئی کام نہیں ہوتا دفتر میں کلرک لگا دیئے جاتے ہیں وہ بے نفس تھے پرواہ نہیں کرتے تھے کلرکی کرتے تھے لیکن اس لحاظ سے ان کی طبیعت پر بہر حال اثر پڑتا تھا ان کو کسی علمی کام میں لگایا جاتا، تبلیغ کے میدان میں رکھا جاتا، نئی کتابیں پڑھائی جاتیں، تحقیق کروائی جاتی یہ ان کا کام تھا لیکن چونکہ اس قسم کا تحریک کے پاس کام نہیں ہوتا اس واسطے ان سے وہ ایسے کام کروانے پر مجبور ہوتے تھے اس میں ان کا کوئی قصور نہیں پھر سوال یہ ہے کہ ان کو تین سال یہاں کیوں رکھا جائے۔ پہلے بھی کچھ باتیں میں نے محسوس کی تھیں اب میں نے ان کو حکم دیا ہے کہ کسی شخص کو تین سال سے زیادہ باہر نہیں رکھنا وہ یہاں آئے جو ہمارے پرانے مبلّغ تھے دس دس پندرہ پندرہ سال باہر رہے ان کے لئے عملاً بعض الجھنیں پیدا ہو گئیں مثلاً ایک جرمنی کا مبلّغ ہے وہ پانچ سال کا بچہ وہاں لیکر گیا اگر وہ بارہ سال سے وہاں ہے تو سترہ سال کی عمر کا وہ بچہ ہو گیا ساری ابتدائی تعلیم اس نے جرمن زبان میں حاصل کی اب وہ یہاں آئے تو اس کی تعلیم کا حرج ہوتا ہے وہاں رہے تو اس کے ایمان کو نقصان پہنچتا ہے اس لئے عجیب کشمکش پیدا ہوگئی ۔ میں نے تو ان کو یہی کہا ہے اپنے ایمانوں کی حفاظت کرو اللہ تعالیٰ تمہارے بچوں پر فضل کرے گا لیکن ان کے خاندانی حالات میں ایک پیچیدگی ضرور پیدا ہوئی۔

اگر ہم تین سال کے لئے باہر بھیجیں تو میں اپنی بہنوں کو یہ سنانا چاہتا ہوں کہ اگر ایک

عیسائی لڑکی نوجوان اپنے بال کٹوا کر ساری عمر کے لئے Catholic nun (کیتھولک نن) بنتی ہے اور تثلیث کے ساتھ یہ عہد کرتی ہے کہ میں تثلیث کی خدمت کے لئے کنواری رہوں گی تو کیا آپ بہنیں توحید کی خدمت کے لئے تین سال تک کے لئے اپنے خاوندوں سے علیحدہ نہیں رہ سکتیں؟ اگر آپ اتنا بھی نمونہ قربانی کا پیش نہیں کرسکتیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بڑی جائز وجہ ہوگی کہ آپ اپنے خاوندوں سے خلع لے لیں یہ آپ کیلئے بھی بہتر ہے اور ان کے لئے بھی بہتر ہے اور ہمارے لئے بھی بہتر ہے لیکن اگر آپ کے دل میں اللہ کی محبت اور پیار ہے تو اس قربانی کے لئے جو عیسائی ننوں (nuns) کی قربانی کے مقابلہ میں بالکل حقیر ہے تیار ہو جائیں۔

پس ہمیں اپنے مبلّغوں کو تین سال سے زیادہ عرصہ تک باہر نہیں رکھنا چاہئے چاہے ہم انہیں چھ مہینہ کے لئے بلائیں پہلے چونکہ آمد ورفت کے لئے پیسے کم تھے جب خاندان بچوں سمیت باہر چلے جاتے تھے خرچ زیادہ ہوتا تھا تو تحریک کے لئے مجبوری تھی یعنی پہلا جو قانون تھا وہ مجبوراً جاری کیا گیا تھا کہ مبلّغ کے ساتھ ان کے بیوی بچوں کو بھی بھیج دو۔ دس دس پندرہ پندرہ سال وہاں رہیں گے اب تجربہ کے بعد ہمیں پتہ لگا کہ یہ درست نہیں ہے سوائے اس مبشر کے کہ جس کے ساتھ بیوی کا جانا جماعتی کام کیلئے ضروری ہے باقیوں کو قربانی دینی چاہئے۔ دو تین سال کے بعد واپس آجائیں گے۔ بہت سے معصوم احمدی ناجائز طور پر پانچ پانچ سال کی قید کی سزا بھی بھگتتے ہیں کئی ایک کا مجھے بھی علم ہے بالکل بے گناہ لیکن جھوٹی گواہیوں پر پانچ پانچ سال کی قید کی سزا ان کو مل گئی کیا اس قیدی کی بیوی اپنے خاوند سے پانچ سال علیحدہ نہیں رہتی؟ تو کیا تم اپنے رب کے عاشق کی جدائی تین سال برداشت نہیں کرسکتیں؟ اور وہ علیحدہ رہتی ہے تو اسے کوئی ثواب نہیں ملتا اور اگر تم علیحدہ رہو گی تو تمہیں ثواب ملے گا وہ علیحدہ رہتی ہے تو اکثر اسکی دیکھ بھال کرنے والا کوئی نہیں ہوتا اور تمہاری دیکھ بھال کرنے والے موجود ہیں اللہ تعالیٰ کا تم پر فضل ہے۔

یہ صحیح ہے کہ آپ بہنیں بعض دفعہ اپنے حقوق سے زیادہ کا مطالبہ کرنے لگ جاتی ہیں دنیا کی حرص میں اور آپکی وہ بات نہیں مانی جاتی تو پھر آپ کے دل میں شکوہ پیدا ہوتا ہے لیکن اگر دنیا کی حرص نہ ہو اور صرف جائز حقوق ہوں تو جائز حقوق کی حفاظت کی ذمّہ داری جماعت

اور مہدی معہود کے خلیفہ کی ہے لیکن یہ فیصلہ کرنا بہر حال نظام کا کام ہے اور خلیفہ وقت کا کام ہے آپ کو اس دنیا میں بھی بہت سی سہولتیں مل جاتی ہیں کئی ہماری بہنیں وہاں جا کر اپنے خاوندوں کو پریشان کرتی ہیں کیونکہ دنیا کی حرص ان میں ہوتی ہے ان کی پوری تربیت نہیں ہوئی ہوتی اور عجیب کشمکش پیدا ہو جاتی ہے ایک مبلّغ اور اسکی بیوی کے درمیان وہ بے نفس زندگی گزارنا چاہتا ہے اور یہ ایسی کہ اسکا نفس موٹا اور دنیا کی لالچ اور حرص۔ اس پر گھر میں جھگڑا رہتا ہے اسلئے وہ اپنا کام پورا نہیں کرسکتا لیکن بہت سی بیویاں اللہ تعالیٰ کی فدائی، بے نفس ایسی دیکھی ہیں کہ ہر وقت ان کیلئے دعائیں کرنے کو دل چاہتا ہے۔ کلیم صاحب کی اَن پڑھ بیوی ان کے ساتھ گئی تھی ان کو باہر گئے ہوئے بڑا لمبا عرصہ ہو گیا ہے انشاء اللہ اب وہ جلد واپس آرہے ہیں۔ ان کی بیوی نے منصورہ بیگم کو بتایا وہ کہنے لگی کہ جب میں یہاں آئی تو میرے دل میں یہ احساس پیدا ہوا کہ نہ مجھے انگریزی آئے نہ کوئی اور زبان آئے، اردو تھوڑی بہت آتی ہے وہ بھی زیادہ نہیں آتی اور میں ایک مبلغ انچارج کی بیوی بن کر یہاں آئی ہوں مگر کوئی خدمت نہیں کرسکتی دعا کرتی رہی تو اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں یہ ڈالا کہ تم انگریزی سیکھنے کی بجائے ان کی مقامی زبان سیکھ لو پھر انہوں نے بڑی محنت سے وہاں سالٹ پانڈ کی مقامی زبان سیکھ لی اور بڑی اچھی زبان بولتی تھیں اللہ تعالیٰ نے ان کی اس خواہش اور آرزو کو پورا کیا۔ ایسی خواہشیں مقامِ نعیم کی طرف لے جانے والی ہیں ان کو توفیق ملی کہ انہوں نے سینکڑوں افریقن احمدی بچوں کو قرآن کریم پڑھایا اور اس کا ترجمہ سکھایا کیونکہ ان کی زبان میں بڑی روانی سے بات کرتی تھیں پس ایسی بھی ہیں لیکن بعض دوسری قسم کی بھی ہیں جیسے بعض استثناء مبلّغوں کے ہیں یہ استثناء ہیں اکثریت ایسی نہیں۔ جو گندی مثالیں ہیں وہ بالکل استثنائی ہیں لیکن ہم ایک زندہ جماعت ہیں اور ایک زندہ جماعت میں ایک مثال بھی ایسی ہو تو اسکو برداشت نہیں کرسکتی حالانکہ برداشت کرنا چاہئے ورنہ آہستہ آہستہ زنگ بڑھتا چلا جاتا ہے اور زندگی کے بجائے موت کے آثار پیدا ہو جاتے ہیں مثلاً چھ ملکوں میں ہمارے درجنوں مبلّغ ماشاء اللہ صرف دو کے متعلق مجھے معلوم ہوا ہے کہ اس قسم کے ہیں، وہ ہیں بھی نوجوان اور پھر غیر تربیت یافتہ۔ غلطی کی کہ فوراً ان کو باہر بھجوا دیا اسی طرح ہماری مستورات ہیں وہاں ان کا بے حد اثر و رسوخ ہے، وہ بڑی خدمت کر رہی ہیں، وہ ایک

قسم کی مبلّغ اور مبشرہ ہیں اللہ تعالیٰ انہیں بھی جزائے خیر دے اور اپنے خاوندوں کے ساتھ ان کو بھی مقامِ نعیم میں رکھے لیکن عورتوں میں بھی استثناء ہیں۔ ہماری جو بہن ایسی ہوگی یعنی مبلّغ کی بیوی جسے ہم سمجھیں گے کہ اس کو ساتھ جانا چاہئے اس کے لئے شرط لگائیں گے کہ چھ مہینے وہاں کی زبان سیکھے کیونکہ انگریزی کی نسبت وہاں کی مقامی زبان کا جاننا بہت ضروری ہے متعدد مقامات پر یہ ہوا کہ مبلّغ نے کہا کہ آپ کے سامنے بارہ ہزار آدمی بیٹھا ہوا ہے (ان کا محتاط اندازہ غلط تھا میں نے حساب لگایا تو بیس ہزار سے زیادہ سالٹ پانڈ میں ہمارے احمدی مردوزن جمع تھے) وہ کہتے تھے کہ ان میں سے صرف دس فیصدی انگریزی جانتے ہیں اسلئے ترجمہ ہوگا یہ نہیں کہ کھڑا ہو کر میں انگریزی میں بات کروں اور صرف ایک زبان میں خطبہ ہو جائے۔ لیسٹر کی مسجد کے افتتاح اور خطبہ جمعہ کے موقعہ پر دو مترجم رکھنے پڑے، ایک کریول زبان میں ترجمہ کرتے تھے (یہ عیسائیوں کی زبان ہے جس میں کچھ انگریزی کے لفظ صحیح شکل میں اور کچھ بگڑے ہوئے، کچھ دوسری زبانوں کے ملے جلے ہیں وہ زبان ایک عجیب مرغوبہ سا ہے) ایک اور زبان تھی ان کی جو باہر سے آئے ہوئے تھے مجھے کہا کہ نصف لوگ یہ زبان سمجھیں گے اور نصف وہ زبان سمجھیں گے اس لئے دو مترجم کھڑے تھے۔ مجھے بڑی مشکل پڑ گئی میں ایک فقرہ کہتا تھا اس کا پہلے ایک زبان میں ترجمہ ہوتا پھر دوسری زبان میں ترجمہ ہوتا پھر میری باری آتی تھی۔ میں تو ذہن پر بڑا بوجھ ڈال کر تسلسل قائم رکھنے کی کوشش کرتا تھا ایک اور جگہ وہ کہنے لگے کہ صرف پانچ چھ فیصدی انگریزی سمجھیں گے باقی جو ہیں قریباً نصف نصف، ایک نصف حصہ ٹمنی زبان جانتا ہے اور دوسرا نصف حصہ مینڈے زبان جانتا ہے میرے ساتھ دو مترجم کھڑے کر دیئے یہ کام اسی طرح ہوا:-

پس یہاں سے جو ہماری بہن خدمت کے جذبہ سے جانا چاہے اور ہم بھی اس کو بھیجنا چاہیں تو اس کے لئے پانچ چھ مہینے زبان سیکھنے کا انتظام کریں گے ایک اور سکیم ہے میں کسی اور وقت جماعت کو بتاؤں گا یہاں ان کو مقامی زبان کے کئی سَو فقرے ہم یاد کروادیں گے اور وہ وہاں جا کر دو چار مہینے میں بڑی جلدی روانی کیساتھ بولنے لگ جائیں گی پس بعض مقامات پر بعض حالات میں ہمیں مبلّغوں کی بیویاں بھی بھیجنی پڑیں گی لیکن جماعتی مفاد جہاں ہوگا وہاں

انہیں بھجیں گے جہاں جماعتی مفاد نہیں ہوگا وہاں ہماری احمدی بہن کو اور ایک مبشر کی بیوی کو اور اس کے بچوں کو یہ قربانی دینی پڑے گی کہ تین سال تک اس سے جدا رہیں۔ اب تو میں بڑی سختی کے ساتھ تین سالہ پابندی کروا رہا ہوں پھر یہاں جو آتے ہیں ضروری نہیں کہ ہم تین سال تک ان کو یہاں رکھیں چھ مہینے یا سال یا تین سال ہم یہاں رکھیں گے یا ممکن ہے وہ دوبارہ جائیں ہی نہ کیونکہ وہ تو Pool (پُول) کے ہوں گے پول میں سے اگر ساٹھ مبلّغ تحریک کے ہیں تو تحریک پول میں سے چنیدہ اور سکریننگ کے بعد، تربیت کرنے کے بعد، ریفریشر کورس کے بعد ان کو باہر بھیجے گی اور جو باقی ہیں ان کی بھی یہاں سکریننگ کے بعد نظارت اصلاح وارشاد کو دیں گے اور باقیوں میں سے ممکن ہے پانچ دس ایسے ہوں کہ ہم ان کو کہیں تم ربوہ میں رہو اور ریفریشر کورس کرو یا تو اپنی تربیت کرلو کوشش اور دعا کے ساتھ اور یا پھر ہم تمہیں فارغ کردیں گے غرض ہم نے خانہ پری نہیں کرنی کیا خانہ پری سے اللہ تعالیٰ ہم سے خوش ہوگا؟ اللہ تعالیٰ ہم سے یہ چاہتا ہے کہ ہم زیادہ سے زیادہ مخلصین اس کی راہ میں قربان کریں اللہ تعالیٰ اس بات سے خوش نہیں ہوسکتا کہ چند سو غیر مخلص بدنیت اس کے حضور پیش کردو جس طرح بعض لوگ قربانی کرتے وقت جو سب سے لاغر بکرا ہوتا ہے اسکی قربانی کر دیتے ہیں یا بعض لوگ انسانوں کا جسم جو تمام اجسام سے زیادہ اچھا ہے خدا کی نگاہ میں اور فائن بھی زیادہ ہے اس کے گوشت کی بناوٹ جانور جیسی نہیں جانور کے گوشت کو انسانی جسم تحلیل کرتا ہے اور اپنے مطلب کی چیز لے لیتا ہے اور جو اسکے جسم سے مناسبت نہیں رکھتا اسے باہر نکال دیتا ہے فُضلے کے ذریعہ سے۔

ایک دفعہ میں لاہور جا رہا تھا کہ لاہور سے دس بارہ میل ورے مجھے بیل اور گائیں لاہور کی طرف جاتی ہوئی نظر آئیں۔ میں موٹر میں تھا اور ان کی ہڈیاں نکلی ہوئیں اور گوشت غائب، صرف چمڑا اور ہڈیاں نظر آرہی تھیں ان کی شکل میں نے دیکھی میں نے کہا کہ یہ جارہے ہیں مذبحہ خانے، انسانوں کی غذا بنیں گے۔ ہماری کار نے جب ہارن بجایا تو ان میں سے ایک اسی طرح کا نیم مردہ بیل ہارن کی آواز سن کر اور ڈر کر دوڑ پڑا اور وہ تیس گز ہی دوڑا ہوگا کہ اس کی حرکت قلب بند ہوگئی اور مر گیا۔ یہ تو انسان کی مناسب غذا نہیں۔

پس انسان کو بہترین، اشرف المخلوقات بنایا ہے اللہ تعالیٰ نے اور اشرف ہی اس کو بننا

چاہئے۔ جسمانی قویٰ کے لحاظ سے بھی اور روحانی تربیت کے لحاظ سے بھی پس بااخلاق اور روحانی انسان بنا کر مبلغوں کو باہر بھیجنا چاہئے وہاں مبلغوں میں سے اس کا اثر ہے جو دعا کرنے والا اور بےنفس ہے اور اس کا اثر ہونا چاہئے۔ جب ہم نے خدا کی طرف بلانا ہے تو جو خدا سے دور ہوگا وہ خدا کی طرف کیسے بلائے گا؟ خدا کی طرف تو وہی بلا سکتا ہے جو خدا تعالیٰ کا مقرب ہوگا، جس کو اس کا قرب حاصل ہوگا جس کو خود اس کا قرب حاصل نہیں وہ دوسرے کو قرب کی راہیں کیسے دکھا سکتا ہے تو مبلغ کے لئے بنیادی چیز یہ ہے کہ وہ بےنفس ہو، غرور اور تکبر اس میں نہ ہو اور اللہ تعالیٰ سے اس کا زندہ تعلق ہو اور یہ قومیں خصوصاً افریقہ کی پیار کی اتنی بھوکی ہیں اور اتنی پیاسی ہیں کہ آپ اس کا اندازہ نہیں کر سکتے۔ زمبیا کے ایک وزیر لندن کے ایروڈرام پر اتفاقاً مل گئے تھے جب ہم واپس آ رہے تھے ان کا ہائی کمشنر بھی ان کے ساتھ تھا اور ایک دس بارہ سال کا بچہ بھی ساتھ تھا۔ میں نے اس کو گلے لگا لیا اور پیار کیا اس کا اتنا اثر ہوا زمبیا کے وزیر اور ہائی کمشنر پر کہ وہ میرا شکریہ ادا کر رہے تھے اور ہونٹ ان کے پھڑ پھڑا رہے تھے، اتنے جذباتی ہوگئے تھے چنانچہ میں نے شیخ صاحب سے بات کی تو وہ کہنے لگے کہ یہ بات تو ان کے تصوّر میں بھی نہیں آ سکتی کہ کوئی ان کے بچے کو پیار کر سکتا ہے اتنی مظلوم ہیں وہ قومیں اتنی پیار کی وہ پیاسی ہیں اور ہم وہاں اسلام کی محبت اور پیار اور ہمدردی اور غمخواری اور مساوات اور جذبۂ خدمت (یہ ہمارے ہتھیار ہیں) دے کر اپنے مبلّغوں کو بھیجتے ہیں بجائے اس کے وہ ان کے بچوں کو گود میں اٹھائے یہ کہے کہ ان کے ساتھ بیٹھنے میں میری بےعزّتی ہے تو کام کیسے کرے گا وہ محبت کا پیغام کامیاب کیسے ہوگا؟

وہاں میں نے دھڑلے کے ساتھ عیسائیوں کو یہ کہا کہ میں مانتا ہوں کہ جب تم صدیوں پہلے ان ملکوں میں داخل ہوئے تو تمہارا بھی یہی دعویٰ تھا کہ تم عیسائیت کی محبت کا پیغام لے کر آئے ہو لیکن تمہارے پیچھے یورپی ممالک کی فوجیں اپنی توپوں سمیت داخل ہوئیں اور ان توپوں کے دہانوں سے محبت کے پھول نہیں برسے بلکہ گولے باہر نکلے اور جو انہوں نے تباہی مچائی تم جانتے ہو اس پر زیادہ روشنی ڈالنے کی ضرورت نہیں اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ عیسائیت محبت کے پیغام کا دعویٰ کرنے کے باوجود ناکام ہوئی اور اسے ناکام ہونا چاہئے تھا کیونکہ اس سے زیادہ پیارا

اور حسین محبت کا پیغام محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ آسمان سے نازل ہو چکا تھا۔ اب ہم یہاں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام لیکر آئے ہیں اور پچاس سالہ خدمت اور محبت اور ہمدردی اور غمخواری اور مساوات کا سلوک اس بات پر شاہد ہے اور تم اس کا انکار نہیں کر سکتے کہ نہ تمہاری سیاست میں ہمارا کوئی دخل نہ اس سے کوئی دلچسپی، نہ تمہارے مال میں کوئی دلچسپی ایک دھیلہ تمہارے ملکوں سے باہر نہیں نکالا بلکہ لاکھوں روپے باہر سے لاکر تمہارے ملکوں میں خرچ کئے ہیں۔ اس لئے ہم جو پیغامِ محبت، ہمدردی اور غمخواری اور مساوات لیکر تمہارے پاس آئے ہیں جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم ہے۔ وہ ضرور کامیاب ہوگا، ناکام نہیں ہوسکتا کیونکہ حقیقی معنی میں محبت کا جو بھی پیغام دنیا کی طرف آیا انسانی تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ کبھی بھی وہ ناکام نہیں ہوا اس لئے ہم جیتیں گے، دنیا جتنا چاہے زور لگالے۔ اسلام کی فتح اور اس کے غلبہ کے دن آگئے ہیں اور بڑی تحدی سے میں یہ اعلان کرتا تھا۔ امریکہ سے Peace Core (پیس کور) کے کچھ استاد جو ہمارے سکولوں کے ساتھ بھی حکومت نے لگائے ہوئے ہیں ایک موقعہ پر احمدی سکولوں کے ساتھ بو(Bo) میں جب پندرہ سو طالب علم جمع تھے تو ان کے ساتھ ان کو بھی آنا پڑا۔ سارے اساتذہ ان کے ساتھ تھے میری تقریر کے بعد وہ آپس میں باتیں کر رہے تھے جو ہمارے دوستوں نے سنیں وہ کہنے لگے کہ حضرت صاحب نے اتنی تحدی سے یہ بات کہی کہ اسلام کے غلبہ کے دن آگئے ہیں اور دنیا کی کوئی طاقت اسے روک نہیں سکتی اس لیے ہمیں اپنی فکر کرنی چاہئے اور یہ بات بھی ان کے نقطۂ نگاہ سے فکر کی بات ہے اور ہمارے نقطۂ نگاہ سے دنیا کے لئے خوش قسمتی کے دن ہیں کہ یہ خدا سے دوری میں دن گزار رہے تھے اب خدا تعالیٰ کے قرب کی راہیں ان پر کھولی جارہی ہیں بہر حال اپنے نقطۂ نگاہ سے ان کو یہی کہنا پڑا کہ ہمیں اب اپنی فکر کرنی چاہئے پس ہمارا جو مبلّغ حقیقی معنی میں محبت اور ہمدردی اور غمخواری اور مساوات اور جذبہ خدمت لے کر وہاں نہیں جاتا اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ محبت بھرا پیغام ان کو نہیں پہنچاتا وہ کامیاب نہیں ہوسکتا۔ آپ کی تو کیفیت تھی **لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ** (الشعراء: ۴) یہ جذبہ اگر اس کے دل میں نہیں ہے تو وہ ناکام مبلّغ ہے اس کا کوئی اثر نہیں ہے لیکن اگر یہ ان سے محبت نہ کرے میں تو سات سات آٹھ

آٹھ دن مختلف ملکوں میں رہا ہوں مگر جتنے بچوں سے میں نے پیار کئے ہیں اتنے ہمارے سارے مبلّغوں نے تین سال میں بھی نہیں کئے ہونگے ان کے بچوں سے پیار، پھر میں ان کے بڑوں کا بھی بہت خیال رکھتا تھا۔

جب ہم بو(Bo) پہنچے۔ ایک سوستر میل سفر تھا گرمی، حبس، کھانا بھی وقت سے بے وقت اور میرا جسم کوفت کی وجہ سے کام کے قابل نہیں تھا میں اپنے کمرہ میں چلا گیا جسم انکار کر رہا تھا کام کرنے سے وہاں بے وقت پہنچے اس وقت مجھے اطلاع ملی کہ دو ہزار سے زیادہ احمدی یہاں پہنچ گیا ہے لاج میں اور وہ کہتے ہیں ہمیں معلوم ہے کہ حضرت صاحب تھکے ہوئے ہیں لیکن ہمیں صرف اپنی شکل دکھا دیں اور ہم سلام کریں گے اور چلے جائیں گے میں نے سوچا اگر وہ میری شکل دیکھنے کے بھوکے ہیں تو مجھے بہر حال تکلیف اٹھانی چاہیئے میں نے انہیں کہا کہ میں تمہیں شکل ہی نہیں دکھاؤں گا میں تم سے مصافحے بھی کروں گا پھر میں نے ان سے مصافحے کئے ان کو گلے لگایا دو گھنٹے کے قریب میں نے ان سے مصافحے کئے۔ میرا حال یہ تھا کہ ایک وقت ایسا بھی آیا مصافحوں کے دوران کہ مجھے یقین تھا کہ میں بیہوش ہو کر گر جاؤں گا لیکن یہ ان کا حق تھا جسے میں نے بہرحال ادا کرنا تھا۔ ایک ڈاکٹر صاحب جو ڈیوٹی پر تھے بطور ڈاکٹر کے تو ان کی ضرورت نہیں پڑی لیکن وہ پانی وغیرہ کا خیال رکھتے تھے۔ ان کو میں نے کہا کہ میری یہ حالت ہے دس دس منٹ کے بعد مجھے پانی دیتے چلے جاؤ چنانچہ وہ دو دو چار چار گھونٹ پانی کے مجھے پکڑاتے تھے تو میں پی لیتا تھا اور مجھے سہارا مل جاتا تھا اور سارا وقت میں نے ایسا کیا۔ جتنے پیار میں نے ان کے بچوں سے ایک ایک ملک میں کئے اور جس قدر محبت اور شفقت کا سلوک ان کے بڑوں سے کیا وہ بے ثمر نہیں رہا اکرہ سے کماسی ۱۷۰ میل ہے اور اس کماسی ٹچی من ۷۰ میل کے قریب۔ وہاں سے کئی سو میل شمال مغرب کی طرف ہماری وا(Wa) کی جماعتیں ہیں وہ علاقہ وا کہلاتا ہے وہاں بھی ہماری بیسیوں جماعتیں ہیں میں کماسی سے جس روز جا رہا تھا ستر میل دوسری طرف ٹیچی من کی مسجد کے افتتاح کے لئے مجھے بتایا گیا کہ وا کے دو سو احمدی بسیں لیکر آج رات پہنچ رہے ہیں یعنی جس صبح کو ہم نے ٹیچی کیلئے چلنا تھا اس سے پہلی رات کو انہوں نے مجھے یہ کہا۔ میں نے انہیں کہا کہ اب تو ٹیچی من کا پروگرام ہے اور یہ قریب تھا وہاں

کیوں نہیں آئے تو وہ کہنے لگے کہ وہ رستے ٹھیک نہیں یہ اچھا راستہ ہے چنانچہ وہ کماسی پہنچ گئے میں نے ان سے کہا کہ ان سے کہو پھر انتظار کرو میں ستر میل وہاں گیا وہاں سارے دن کا پرگرام تھا پھر ستر میل واپس آیا مغرب سے ذرا پہلے پہنچے نماز پڑھانے چلا گیا۔سکول میں کئی ہزار آدمی آجاتا تھا پھر مغرب وعشاء میں۔کماسی میں انہیں کہا کہ نماز کے بعد صبح مجھ سے ملیں میں نے یہ خیال نہیں کیا کہ میں تھکا ہوا ہوں مجھے آرام چاہئے میں تو وہاں بمشکل ڈیڑھ دو گھنٹے سوتا تھا وہاں تو مجھے نیند نہ آتی تھی اب آنی شروع ہوئی ہے۔ بہرحال وہاں مجھے کوئی تکلیف نہیں ہوئی یہ اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل ہے اور میں یہ نہیں کہہ رہا کہ میں نے تکلیف اٹھائی کیونکہ میں نے کوئی تکلیف نہیں اٹھائی اللہ تعالیٰ نے بڑا فضل کیا کہ اسکے باوجود میری صحت اچھی ہوگئی ڈاکٹر کی مجھے ضرورت نہیں پڑی۔ بشاش ہنستا کھیلتا میں ان میں رہا ہوں سارا وقت نماز کے بعد میں مردوں سے ملا اور منصورہ بیگم مستورات سے (منصورہ بیگم کو اللہ تعالیٰ جزا دے انہوں نے بڑا کام کیا میرے ساتھ) اور ان مستورات کی بڑی خدمت کی ہے مثلاً مستورات سے ملنا ملانا ورنہ ان کی سیری نہیں ہوتی بہرحال مجھے خیال آیا کہ کئی سو میل سے آئے ہیں زیادہ وقت میرے ساتھ رہ نہیں سکے صبح ہی انہوں نے واپس چلے جانا ہے یہی گھنٹہ دو گھنٹہ ہیں جو بیٹھ سکتے ہیں میرے ساتھ۔ دوسروں کی نسبت جن کو زیادہ وقت ملا ہے یہ زیادہ مستحق ہیں۔میں ان کے لئے کیا کروں کہ ان کا حق ادا ہو جائے پھر مجھے خیال آیا کہ ان میں سے ہر ایک کے ساتھ میں معانقہ کروں گا چنانچہ سوا سو آدمیوں کے ساتھ میں نے معانقہ کیا اور پھر تقریر کی۔اس موقعہ پر ان کی زبان بولنے والا کوئی ایسا شخص نہ تھا کہ میری انگریزی زبان کا ترجمہ کر دیتا بڑی مشکل پیش آئی۔ میں تو بہرحال انگریزی بولتا تھا اور ہمارے مبلّغ کو بھی وہ زبان نہیں آتی تھی پھر پتہ لگا کہ عربی سمجھنے والے چند ایک ان میں ہیں۔ میں نے کہا پھر میں عربی بولوں گا۔ پھر تقریر جو کرنی تھی عربی میں کی میں نے۔ پھر ترجمہ ہوا اس کا پھر میں نے معانقہ کیا اور معانقہ سے ان کو جو خوشی ہوئی اس کا اندازہ آپ نہیں کر سکتے ان میں سے ایک کی تصویر سلائیڈ مولوی عبدالکریم صاحب نے لی وہ میں اپنے ساتھ لے آیا ہوں کسی وقت دکھاؤں گا۔آپ یہ دیکھیں گے کہ ان کے چہرہ سے اطمینان اور محبت اور پیار اور اللہ تعالیٰ کی حمد کے ایسے ملے جلے جذبات کا اتنا خوبصورت

مظاہرہ ہے کہ دِل حمد باری سے بھر جاتا ہے پس اللہ کے فضل سے ہزاروں سے معانقہ کیا، ہر ملک میں اور سینکڑوں ہزاروں کو پیار کیا۔ مجھے یقین ہے کہ ہمارے مبلّغوں نے تین تین سالوں میں بھی اتنا پیار نہیں کیا ہوگا، یہ قومیں پیار کی بھوکی ہیں، بڑے مخلص ہیں لیکن ہمارے بعض مبلّغوں کو اس کا خیال نہیں، وہ وہاں مستقل بیٹھے ہوئے ہیں ہر وقت کا ملنا جلنا ہے۔ اگر وہ بھی اس طرح بچوں سے پیار کریں بڑوں کو سینے لگائیں ان سے ہمدردی کریں اور پیار اور محبت کا مظاہر کریں ان کی بیویاں وہاں کی احمدی مستورات سے پیار کریں تو ساری قوم احمدیت قبول کر لے۔

ایک دن میں پچاس ہزار سے ایک لاکھ عیسائی اور بدھ مذہب والوں کو میں نے دیکھا کہ مجھے دیکھ کر خوشی سے ناچنے لگتے ہیں ان پر کیا چیز اثر کر رہی تھی (ویسے تو اللہ کا فضل تھا اسی کا فضل ہے) انہوں نے دیکھا کہ ایسا آدمی آیا ہے جو ہم سے پیار کرتا ہے اور ہمارے بچوں کو سینہ سے لگا لیتا ہے ہمارے مردوں سے معانقہ کرتا ہے اور اسے اپنے آرام کا کوئی خیال نہیں ہمارے پیار میں محو ہے ان کے پیار سے میں نے جسمانی قوت بھی بڑی حاصل کی میں کم خور ہوں میں نیند ویسے بھی نہیں لے سکا لیکن اس محبت اور پیار سے میری روح غذا لے رہی تھی اور میرا جسم پوری طرح مطمئن تھا۔ غرض یہ اثر عیسائیوں پر تھا۔ آپ کہیں گے کہ یہ کیسے پتہ لگا کہ یہ یا عیسائی ہیں عیسائیوں کا پتہ اس طرح لگتا تھا کہ مسلمان سڑکوں پر ناچتے نہیں عیسائی اور غیر مذہب والے ناچتے ہیں چنانچہ مجھے دیکھ کر جو ناچنے لگ جاتے تھے میں سمجھتا تھا کہ یہ عیسائی ہے یا مشرک ہے بہر حال مسلمان نہیں ہے۔ احمدی یا غیر احمدی اُن کی عورتیں اور مرد اس طرح سڑکوں پر نہیں ناچتے۔ رقص اور ناچ عیسائی معاشرے کا حصہ ہے اسلامی معاشرہ کا حصہ نہیں ہے چنانچہ ایک دن میں پچاس ہزار سے زائد غیر مسلم مجھے دیکھ کر خوش ہوئے ویسے تو یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ میں نے اللہ تعالیٰ کی بڑی حمد کی نہ جان نہ پہچان غیر مذہب کا ایک آدمی ان کے اندر آیا ہے یہ اسے دیکھ کر خوش ہو رہے ہیں (وہاں مذہبی لڑائیاں نہیں لیکن ایک مخالفت تو ہے نا وہاں ہم نے اعلان کیا کہ ہم شکست دیں گے عیسائیت کو پیار کے ساتھ شکست دیں گے دلائل کے ساتھ، آسمانی نشانوں کے ساتھ شکست دیں گے بہر حال ہمارا اور ان کا مقابلہ ہے) لیکن اس کے

باوجود مجھے دیکھ کر وہ خوش ہوتے تھے اسلئے کہ وہ سمجھتے تھے کہ یہ وہ شخص ہے جو باہر سے آیا ہے ہمیں نہیں جانتا لیکن اس کے دل میں ہمارا پیار رہے اس کا جواب مجھے مل رہا تھا۔ میں وہاں پر اپنے مبلّغوں کو کہتا رہا تھا کہ دیکھو! نہ جان نہ پہچان نہ ہم مذہب نہ ہم خیال نہ کوئی واسطہ جب وہ مجھے دیکھتے ہیں تو میں مسکراتا ہوں تو وہ بھی مسکراتے ہیں۔ بڑے افسردہ چہروں کو بھی میں نے دیکھا گو اتنے زیادہ افسردہ چہرے تو مجھے نظر نہیں آئے لیکن ایک سنجیدہ آدمی کو جب بھی میں نے مسکرا کر سلام کیا تو بشاش ہو کر اس کے دانت نکل آتے تھے اور سلام کا جواب مسکرا کر دیتا تھا میں نے اعلان کیا کہ ’’آج کا دن مسکراہٹوں کا دن ہے‘‘ ’’تبسم کرنے کا دن‘‘ کا اعلان کر دیا۔ میں نے کہا آج کے دن اتنی مسکراہٹیں چہروں پر کھلی ہیں کہ آج کے دن کو میں مسکراہٹوں کا دن قرار دیتا ہوں اور اس کا اعلان کرتا ہوں اور جب ان کے ہیڈ آف دی سٹیٹس سے میں نے ملاقات کی تو ان کو میں نے کہا کہ میں نے کل کے دن کو مسکراہٹوں کا دن قرار دیا ہے کیونکہ مسلم بھی غیر مسلم بھی عیسائی بھی مشرک بھی پچاس ہزار سے لاکھ تک مسکراہٹیں میں نے تمہاری قوم سے وصول کی ہیں اس پر وہ بڑا خوش تھا۔ میں نے کہا کہ یہاں مجھے کوئی بدامنی کوئی غصہ کوئی رنجش کوئی لڑائی اس قوم میں نظر نہیں آئی چنانچہ وہ بڑا خوش ہوا اسے خوش ہونا چاہئے کیونکہ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو بڑا اچھا لیڈر دیا ہے اور اس لیڈر کو دنیوی لحاظ سے بڑی اچھی قوم دی ہے ابھی ہم نے ان کو دین سکھانا ہے اور اللہ تعالیٰ کی محبت ان کے دلوں میں قائم کرنی ہے وہ علیحدہ بات ہے لیکن دنیوی لحاظ سے وہ قوم بڑی اچھی اور ان کا لیڈر بڑا اچھا پیار کرنے والا ہے۔ پریس کانفرنس میں پوچھا گیا کہ آپ کا ہمارے لیڈر کے متعلق کیا خیال ہے؟ میں نے جواب میں کہا کہ تمہیں اپنے لیڈر پر فخر کرنا چاہئے۔

You should be proud of him.

اور اسے تم پر فخر کرنا چاہئے۔

He should be proud of you.

اسے تم پر فخر کرنا چاہئے ایسی اچھی قوم اللہ تعالیٰ نے اسے عطا کی ہے بات یہ میں آپ کو بتا رہا ہوں کہ وہ پیار کے بھوکے اور پیاسے ہیں اور میں غیر ملک سے گیا نہ جان نہ پہچان میں

نے ان کو پیار دیا اور پیار ان سے وصول کیا اور ان کے لئے یہ بڑی حیرت انگیز بات تھی کہ ایک مسلم رہنما، اپنی جماعت کا ہیڈ، خلیفہ اور امام اور وہ آ کر بے تکلف ایک غریب آدمی کے بچہ کو اٹھاتا اور اس سے پیار کرتا ہے وہ حیران ہو کر دیکھتے تھے اور خوشی سے اچھل پڑتے تھے۔ جہاں رکنا پڑتا تھا وہاں دوسرے بچوں کو بھی اسی طرح پیار دیتا تھا ہر ایک کو پتہ تھا کہ ہمارے ساتھ ایک پیار کرنے والا آ گیا ہے پس ہمارے ایسے مبلغ وہاں جانے چاہئیں کہ جو ایک طرف اپنے رب کریم سے انتہائی ذاتی محبت اور پیار کرنے والے ہوں اور دوسری طرف اس رب کریم کی مخلوق سے پیار کرنے اور پیار سے ان کی خدمت کرنے والے ہوں تب ہماری جیت ہوگی وہ جو بدتمیزی سے اپنے بڑوں سے بات کرتے ہیں یا جو یہ سمجھتے ہیں کہ کالے افریقن کے ساتھ بیٹھنے سے ان کی بے عزتی ہو جاتی ہے وہ نہ مخلوق کی خدمت کر سکتے ہیں نہ اللہ تعالیٰ کا پیار دلوں میں قائم کر سکتے ہیں کچھ ان کا قصور ہے کچھ ہمارا قصور ہے اب میں نے نظام بدل کر اس کا اعلان کر دیا ہے اس کیلئے میں ایک کمیٹی بناؤں گا کیونکہ اس کے لئے بہت سی دفتری باتیں ہیں ان کا فیصلہ کرنا ہے ان کے پراویڈنٹ فنڈ اور ان کے حقوق وغیرہ کے متعلق ان سب پر غور کر کے اس پول کے اندر لے کر آنا ہے خدا کے فضل سے مالی معاملات کے احمدی ماہر اسوقت گورنمنٹ میں کام کرتے ہیں ان میں سے ایک کو میں نے پیغام بھیج دیا ہے کہ ایک ہفتہ کی چھٹی لیکر یہاں آ جاؤ تب وہ پول بن جائیگا انشاء اللہ۔ لیکن ان ساری باتوں کے علاوہ جو بنیادی بات ہے وہ میں پھر کہنا چاہتا ہوں کہ انسان کی تدبیر تبھی اچھے نتائج نکالتی ہے جب اللہ تعالیٰ کا فضل اللہ تعالیٰ کی رحمت اس کے ساتھ شامل ہو اس لئے آپ سب دعائیں کریں اور میں بھی دعا کر رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے جو ایک نئی تدبیر ذہن میں ڈالی ہے اس کو ٹھیک طور پر عملی جامہ پہنانے کی بھی اللہ تعالیٰ توفیق دے اور اس کے بہترین نتائج نکالے تا کہ جو ہم محسوس کر رہے ہیں کہ اگر ہم انتہائی کوشش کریں تو جلد ساری کی ساری قومیں احمدیت کی آغوش میں آ جائیں گی یہ نظارہ ہم اپنی زندگیوں میں آٹھ دس سال کے اندر اندر دیکھ لیں اور اس سے زیادہ خوشی اس دنیا میں اور کوئی نہیں ہو سکتی کہ وہ لوگ جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دور تھے وہ جنہوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا حسن نہ دیکھنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے حسن کے جلوے بھی نہیں دیکھے،

وہ جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب ترین امتی حضرت مہدیٔ معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے دور ہیں۔ یہ سارے حسن اور اللہ تعالیٰ کی صفات کے مختلف جلوے جو اس دنیا میں ہمیں نظر آتے ہیں وہ بھی ان کو پہچاننے لگیں اور اس حسن کے گرویدہ ہوں اور ان حسنوں سے برکتیں حاصل کریں اور دین و دنیا کی ترقیات ان کو ملیں اور وہ بھی اس مقامِ نعیم میں آ جائیں کہ دنیا جب ان کے چہروں پر نگاہ ڈالے تو انہیں کالے رنگ نہ نظر آئیں بلکہ انہیں منور دل نظر آئیں اور ساری دنیا ایک برادری اور ایک خاندان بن کر امن اور سکون کی اور اطمینان کی اور محبت و پیار کی زندگی گزارنے لگے۔(اللّٰھم اٰمین)۔

(روزنامہ الفضل ربوہ ۳۰؍جولائی ۱۹۷۰ء صفحہ ۲ تا ۱۰)